



سرکاری رپورٹ (مباحثات)

بائیسوں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 15 دسمبر 2010ء بمطابق 8 محرم الحرام 1432 ہجری بروز بدھ -

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	وقفہ سوالات۔	2
16	رخصت کی درخواستیں۔	3

بڑا عذاب ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَا إِلَّا الْإِنبَاءَ -

جناب اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - وقفہ سوالات - شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں - شیخ

جعفر خان صاحب نہیں ہیں لہذا Question Nos. 220,225 and 227 stand disposed off.

صادق صاحب! یہ سوالات کا وقفہ ختم کریں پھر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لوں؟ جی جی صادق صاحب -

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر صاحب! ایک ممتاز قبائلی راہنما اور سابق سینئر میر حضور

بخش کے صاحبزادے اور نواب بگٹی کے نواسے میر شیر خان ڈوکی کار کے حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی

پڑی جائے جناب اسپیکر -

میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیر پی و اساو QGWSP): جناب اسپیکر! خاران میں اعجاز بلوچ پر تیزاب پھینک

کر کے قتل کر دیا گیا اُسکے لیے بھی فاتحہ پڑی جائے -

جناب اسپیکر: مولانا صاحب انکی مغفرت کیلئے فاتحہ پڑھیں سب کیلئے جو بھی وفات پا گئے ہیں -

(دعاے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: میر طارق حسین بگٹی صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں -

میر طارق حسین مسوری بگٹی: سوال نمبر 230 -

جناب اسپیکر: سوال نمبر 230 - Minister Planning and Development.

☆ 230 میر طارق حسین مسوری بگٹی:

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ -

(الف) ڈیرہ بگٹی ترقیاتی پیکیج (Development Package) پر اب تک کس قدر عملدرآمد ہوا ہے؟ اور اس کی

مکمل تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ بگٹی ترقیاتی پیکیج پر عملدرآمد کروانے کی بابت ایک اسٹیئرنگ کمیٹی (Steering

Committee) تشکیل دی گئی تھی، نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمیٹی میں شامل سرکاری آفیسران پر مشتمل تھی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: سینٹ سب کمیٹی کے سفاسات پر وفاقی حکومت نے ڈیرہ بگٹی پیکیج کیلئے 2.200 بلین رقم

مختص کی جسکے تحت مختلف ترقیاتی اسکیمات کی نشاندہی کی گئی اور اسکی منظوری بھی وفاقی حکومت نے دیدی۔ لیکن چند ناگزیر ح

لات کے پیش نظر ڈسٹرکٹ میں ترقیاتی عمل کا آغاز تا حال نہیں ہو سکا۔ تاہم موجودہ ڈیرہ بگٹی ترقیاتی پیکیج کی اسکیموں کی تفصیلا

ت اور پراگرس رپورٹ کی کاپی اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس اسکیمات میں سے صرف پانچ اسکیموں کی منظوری

وفاقی حکومت نے دی ہے۔ اور اس کیلئے موجودہ سال کے دوران کوئی رقم بھی تاحال ریلیز نہیں ہوا ہے۔

منظور شدہ اسکیمات کی تفصیل -

نمبر شمار اسکیم کا نام	مختص شدہ رقم	ریلیز شدہ رقم
	2010-11	2010-11
1- کنسٹرکشن آف بلیک ٹاپ روڈ فرام ڈولی چیک پوسٹ تو سغاری روڈ 82.311	-	
109 باشاپور لنگنگ کنڈ کوٹ اینڈ جانی باری روڈ 238 ڈسٹرکٹ ڈیرہ بگٹی۔ تاہم اس اسکیم پر اسی سال کے دوران کام کا آغاز ہو چکا ہے۔		
2- کنسٹرکشن آف 132 کے وی گرڈ اسٹیشن سوئی اینڈ 50 کے ایم کشمور 75.000 سوئی ٹرانسمیشن لائن۔	-	
3- کنسٹرکشن آف 132 کے وی گرڈ اسٹیشن سوئی اینڈ 55 کے ایم (ایس) 75.000 ڈی ٹی (سوئی ڈیرہ بگٹی ٹرانسمیشن لائن۔	-	
4- الیکٹرک لائن آف ولجیر (villages) ان ڈسٹرکٹ ڈیرہ بگٹی۔ 75.000	-	
5- کنسٹرکشن آف بلیک ٹاپ روڈ فرام سوئی ٹو اوچ فیلڈ 57 کے ایم 246.933	-	

نامنظور شدہ اسکیمات کی تفصیل -

نمبر شمار	اسکیم کا نام	مختص شدہ رقم	ریلیز شدہ رقم
		2010-11	2010-11
1	امپروومنٹ آف سوئی ڈیرہ بگٹی روڈ اینڈ کنسٹرکشن آف ویریس بلیک ٹاپ لنک روڈ ان ڈیرہ بگٹی اینڈ سوئی ڈسٹرکٹ ڈیرہ بگٹی۔	120.000	-
2	امپروومنٹ / او اینڈنگ آف سوئی ڈیرہ بگٹی ٹاؤن۔	44.622	-
3	کنسٹرکشن آف بلیک ٹاپ روڈ فرام لہڑی ٹو سنسلا روڈ۔	164.622	-

مندرجہ بالا اسکیمات کے علاوہ ڈیرہ بگٹی میں ٹرانسمیشن لائن، گرڈ اسٹیشن کا قیام اور 86 دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی کے کام کا آغاز بھی ہونا ہے۔ جو کہ ڈیرہ بگٹی پیکیج کا حصہ ہے اور یہ اسکیمات وفاقی پی ایس ڈی پی 2010-11 نمبریں شامل ہے لیکن وفاقی حکومت کی جانب سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان پر کام کی رفتار بھی بہت سست ہے اور ان تمام اسکیمات پر عملدرآمد کیسکو بلوچستان کے ذمے ہیں۔ ان اسکیمات کی تفصیلات بھی درج ذیل میں دی گئی ہے۔

نمبر شمار اسکیم کا نام	مختص شدہ رقم	ریلیز شدہ رقم
	2010-11	2010-11

- 1- کنسٹرکشن آف 132 کے وی گرڈ اسٹیشن سوئی اینڈ 50 کے ایم کشمور 75.000 - سوئی ٹرانسمیشن لائن۔
 - 2- کنسٹرکشن آف 132 کے وی گرڈ اسٹیشن سوئی اینڈ 55 کے ایم 75.000 - (ایس ڈی ٹی) سوئی ڈیرہ بگٹی ٹرانسمیشن لائن۔
 - 3- الیکٹریفیکیشن آف ولجیز (villages) ان ڈسٹرکٹ ڈیرہ بگٹی۔ 75.000 -
- (ب) جی ہاں۔ یہ بالکل درست ہے کہ ڈیرہ بگٹی پیکج کیلئے ایک اسٹیرنگ کمیٹی کا قیام سال 2006 میں وجود میں آیا تھا۔ جسکے ممبران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- (1) ایڈیشنل چیف سیکرٹری (ترقیات) چیئرمین
- (2) متعلقہ محکمہ جات کی سیکرٹری صاحبان ممبرز
- (3) نمائندہ سوئی سدرن کمانڈ، ہیڈ کوارٹر. 12 Corps کونٹہ ممبر
- (4) نمائندہ ایف سی ہیڈ کوارٹر بلوچستان ممبر
- (5) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (ڈیرہ بگٹی) ممبر سیکرٹری۔

نوٹ: (اجراء شدہ نوٹیفیکیشن کی تاریخ مورخہ 27 ستمبر 2006ء ہے)۔

باقی جہاں تک اسٹیرنگ کمیٹی میں عوامی نمائندوں کی شرکت کا سوال ہے، اس سلسلے میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ حکومت نے علاقہ کے سیاسی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اس کے علاوہ چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر علاقے کے کسی معتبرین کو متعلقہ کمیٹی میں شامل نہیں کر سکا ہے۔ تاہم مستقبل میں حکومت اس چیز پر غور کر رہی ہے کہ اسٹیرنگ کمیٹی میں عوامی نمائندوں کی شمولیت ہونی چاہیے تاکہ علاقے میں صحیح معنوں میں ترقیاتی عمل کا آغاز باہمی اشتراک سے شروع ہو جائیں۔ اس سلسلے میں متعلقہ حکام سے معتبرین کے ناموں کی تفصیل جلد لی جائیگی۔

جناب اسپیکر: Answer be taken as read, any supplementary on this

Question?

مولانا عبدالواسع (سینئر صوبائی وزیر پرویز منسوبہ بندی و ترقیات): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: سر! اسمیں میرے دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ سردار اسلم صاحب اور ایک اور ممبر عین اللہ صاحب۔ صحافی گیلری سے جا رہے ہیں ذرا اگر پتہ

کریں کہ انکا کیا مسئلہ ہے؟ مہربانی آپکی۔ جی آپ پہلے ایک ضمنی کریں۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: سر! اسمیں پہلے تو یہ ہے کہ اس سوال میں، میں نے کہا تھا کہ آپ یہ بتائیں کہ اسٹیرنگ کمیٹی میں عوامی نمائندے جسمیں سینیٹر یا ممبر قومی اسمبلی کا ممبر یا صوبہ سے کوئی شامل ہے؟ وہ جواب تو مل گیا اسمیں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ اور دوسرا یہ تھا کہ ڈولی چیک پوسٹ سے۔ یہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ڈولی چیک پوسٹ سے کام اشارٹ ہے۔ جو میں visit پر گیا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ڈولی چیک پوسٹ سے جو سغاری روڈ جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ آپ کا ضمنی اب اسٹیرنگ کمیٹی پر ہے کہ یا اس سڑک پر ہے نا۔ آپکو تین کی اجازت ہے آپ ایک ضمنی کریں تاکہ منسٹر صاحب سے میں اُس طرح پوچھ لوں۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: پہلے اسٹیرنگ کمیٹی کا بتائیں ذرا بتائیں کہ عوامی نمائندہ ہے کوئی اسمیں شامل؟

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ اسٹیرنگ کمیٹی میں کوئی عوامی نمائندہ شامل نہیں ہے اُسکی وجہ پوچھ رہے ہیں یا کوئی ارادہ ہے شامل کرینکا؟

سینئر صوبائی وزیر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر صاحب! اس پیکیج سے اور اس پراجیکٹ سے زیادہ تر صوبے کا تعلق اسکا کردار بہت کم رہا ہے۔ لیکن انہوں نے صرف کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسمیں وہاں ایف سی کا نمائندہ بھی شامل ہے۔ وہاں سدرن کمانڈ کا نمائندہ بھی اسمیں شامل ہے۔

جناب اسپیکر: مرکزی پیکیج ہے۔

سینئر صوبائی وزیر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: فیڈرل یعنی یہ اسمیں زیادہ تر رول اور اس پر سارے کردار یہ فیڈرل حکومت کا ہے۔ تو ہم عوامی نمائندے پی اینڈ ڈی کے پلاننگ کی طرف سے انکو سفارش کر سکتے ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہ شامل ہو۔

جناب اسپیکر: آپ سفارش کریں آگے اُنکا جو طریقہ کار ہے۔ ٹھیک ہے مثبت بات ہوئی ہے۔ اور کوئی اس پر supplementary۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: سر! پھر عوامی نمائندہ وہاں کا ہونا چاہیے تھا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے وہ تو کہہ رہے ہیں منسٹر صاحب کہ یہ مرکزی پراجیکٹ ہے۔ ہم اُنکو recommend کرتے ہیں اُنکی consultation سے اگر کوئی انکو تو اعتراض نہیں ہے نا۔ ٹھیک ہے جی۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: سر! دوسرا انہوں نے نمبر ایک پر لکھا ہوا ہے کہ بلیک ٹاپ روڈ فرام ڈولی چیک پوسٹ ٹو سغاری۔ جو کام اشارٹ ہو چکا ہے۔

جناب اسپیکر: جی؟

سینئر صوبائی وزیر و وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! اگر معزز ممبران کو دیکھ رہے ہیں کام اشارٹ کرنے کیلئے ہم نے نہیں لکھا ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ جو منظور شدہ اسکیمات ہیں وہ اب تک non-approved ہیں۔ لیکن فنڈز اب تک کسی کو نہیں ملی ہے۔ تو کام کس چیز پر اشارٹ ہوا ہے۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: جناب یہ لکھا ہوا ہے آغاز ہو چکا ہے۔ میں وہاں گیا تھا۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو پرنٹنگ error ہوگا۔ لیکن جب منسٹر کہہ رہے ہیں بات وہی authentic ہے جو وزیر صاحب کہہ رہے ہیں۔ وزیر صاحب بھی آپ ہی کی بات کر رہے ہیں کہ وہاں کام شروع ہی نہیں ہوا ہے۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: سر! میں علاقے کا نمائندہ ہوں۔ میں خود visit پر گیا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کیا ہو رہا تھا۔ ڈولی چیک پوسٹ کی جگہ سوئی سے کام اشارٹ ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ جنگ صاحب کچھ کہہ رہے ہیں۔

حاجی علی مدد جنگ: جناب اسپیکر صاحب کورم پورا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی کورم کی گنتی کریں۔ پانچ منٹ کیلئے کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب اسپیکر: ابھی کورم پورا ہے۔ سترہ پورے ہیں رگن لیا سیکرٹری اسمبلی نے۔ جی مولانا صاحب! آپ جواب دے رہے تھے۔ جی سردار اسلم on a point of order۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی و ترقیات): جناب اسپیکر! ہمارے صحافی برادری جو اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئے تھے آپ کے حکم پر ہم گئے ان سے ملے۔ اُنکے مطالبات کچھ یوں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کیلئے ہمارے محمد خان ساسولی خضدار پریس کلب کے صدر تھے، رات کو انکو شہید کیا گیا۔ انکا ایک مطالبہ تو یہ تھا کہ جی ہمارے دو پریس کلب کے صدر، گوادر کے پریس کلب کا صدر اور خضدار پریس کلب کے صدر محمد خان ساسولی صاحب جو کل قتل ہوئے ہیں گورنمنٹ اسکی انکوائری کرے۔ اور جو compensation جو پولیس والوں کو ملتی ہے میں بیس لاکھ روپے، وہ کہتے ہیں کہ کم از کم اسی طرح صحافیوں کو دی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ صحافی وہ طبقہ ہے جہاں بھی کوئی واقعہ ہو جاتا ہے پولیس سے پہلے وہ پہنچتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب آئینگی میں نے انکو یہ یقین دہانی کی ہے کہ ہم ساتھی ان سے ملیں گے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ محمد خان ساسولی اور رانا حبیب کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: ساسولی صاحب اور دوسروں کیلئے فاتحہ خوانی کریں۔

(دعائے معفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: سترہ ہیں رگن لیئے ہیں۔ جی Minister P&D۔

سینئر وزیر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر صاحب! مسوری صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں تو یہ آپ اگر ریلیز شدہ رقم اور مختص شدہ رقم کا خاندہ دیکھا جائے اگر کوئی فنڈ جب ریلیز نہیں ہوا ہے تو کام کس طرح شروع ہو سکتا ہے؟ یہ تو ہے اگر وہاں سائٹ پر کام شروع ہے تو صورتحال کا مجھے پتہ نہیں ہے کہ ٹھیکیدار نے اپنی طرف سے شروع کی ہے۔

جناب اسپیکر: ممبر صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ کام ہو رہا ہے؟

میر طارق حسین مسوری بگٹی: جناب میں 29 تاریخ کو خود گیا تھا۔ جو میں نے دیکھا ڈولی چیک پوسٹ سے کام اسٹارٹ ہونا تھا سفاری جو پانچ کلومیٹر ہے۔ وہاں کام اسٹارٹ نہیں ہوا ہے۔ اُسکی جگہ وہی پراجیکٹ اٹھا کے سوئی سے اسٹارٹ ہوا ہے محمد کالونی سے جو پچیس کلومیٹر بنتا ہے وہاں سے سفاری کا کام اسٹارٹ ہوا تھا۔

جناب اسپیکر: دیکھیں دو ہیں ناں ایک ہے ڈیرہ بگٹی پیکیج، ایک ہوتی ہے صوبائی حکومت کی اسکیمیں۔

میر طارق حسین مسوری بگٹی: یہ ڈیرہ بگٹی پیکیج کا تھا۔ ڈولی چیک سے جو کام اسٹارٹ ہونا تھا اُسکو وہاں نہیں اسٹارٹ کیا گیا اسکی جگہ سائٹ change کر کے سوئی سے اسٹارٹ ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب کچھ علم ہے آپ کو اس بارے میں؟

سینئر وزیر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! ہمارے ریکارڈ کے مطابق جب تک فنڈ نہیں ہے تو اسٹارٹ، پیکیج کے حوالے تو اسٹارٹ نہیں ہوا ہے۔ لیکن اگر فیڈرل پی ایس ڈی پی میں کوئی دوسری اسکیم اگر ہو۔

جناب اسپیکر: آپ محکمے سے check کر کے پھر معزز ممبر کو بتائیں۔

سینئر وزیر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: وہ میرے پاس آ جائیں محکمے میں۔ میں check کرتا ہوں جو بھی صورتحال ہو

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔ میں پہلے اصغر کو لیتا ہوں وہ پہلے تھے۔ جی اصغر صاحب۔

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): جناب اسپیکر صاحب! ایک مسئلہ ہے ڈسٹرکٹ کیج میں۔ وہاں تقریباً کوہ مراد جو

ذکری فرقے والوں کا ہے وہاں ایک وارڈ ہے۔ وہاں تقریباً دو سال پہلے یا ایک سال پہلے مقامی حکومت نے چمکے سے یا صوبائی حکومت کو پتہ نہیں ہے، کوئی دس ہزار ایکڑ زمین نیوی کو سستے داموں میں فروخت کی ہے۔ اور لوگوں کو بھی پتہ نہیں تھا مقامی لوگوں کو کہ یہ زمین وہاں کسی کے آباء و اجداد کی تھی۔ کسی نے کسی سے خرید لیا تھا۔ ابھی میں علاقے کے visit میں تھا اور ظہور بلیدی صاحب تھے تو سارے لوگ ہمارے پاس آ گئے انکے پاس دستاویزات اور کاغذات ہیں کہ یہ زمین لوگوں کے قدیم زمانے سے انکے اپنے ہیں۔ اور اس زمین کو ان لوگوں کو معلومات ہیں انکو اعتماد میں لیئے ہوئے بغیر نیوی والوں کو فروخت

کیا گیا دس ہزار ایکڑ زمین۔ تو اس حوالے سے میں اسمبلی کے توسط سے آپ سے درخواست ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے۔
جناب اسپیکر: یہ بات پہلے بھی تھی C.M. صاحب کے نوٹس میں Revenue Minister کے وہ دیکھ رہے
ہیں۔ پہلے بھی یہ point raise ہوا تھا۔ It is already in the knowledge of the
government. جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر صاحب! یہ میر طارق حسین مسوری بگٹی کا جو سوال تھا۔
جناب اسپیکر: نہیں وہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اچھا۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: وفاقی حکومت بہت grant دے رہی ہے یہاں خصوصاً کوہلو۔ ڈیرہ بگٹی پیکیج پر لیکن اس
پیکیج پر جو وفاقی جو رقم دے رہی ہیں اس کا بلوچستان حکومت کو کیا اُن اداروں کو کوئی پتہ نہیں ہے کہ یہ کام کہاں ہو رہا ہے؟ کون
کر رہا ہے؟ اور کون اسکی ذمہ دار ہے؟ کس سے کر رہا ہے؟ اگر ایریگیشن کا کام ہے پتہ نہیں کون ایک ڈپٹی کمشنر جی
یریگیشن کام کر رہا ہے۔ اُسکو P.D. بنا دیا گیا ہے۔ ایک ریٹائرڈ ایکسین hire کردی جو بلز پر دستخط کرتا ہے۔ کوئی حکومت
کی اتھارٹی ڈیرہ بگٹی اور کوہلو ترقیاتی پیکیج پر نہیں ہے۔ روڈ ہماری ہے مواصلات کا ہمیں پتہ نہیں ہے کہ روڈز پر وہاں کون کام
کر رہا ہے۔ تو اس سلسلے میں ہم نے ایک نوٹ بنا دیا ہے چیف منسٹر کو، چیف سیکرٹری کو۔ آج تک اُس پر implement نہیں
ہو رہا ہے۔ میں یہی کہتا ہوں کیونکہ حکومتی رٹ اُسوقت ہو سکتی ہے کہ ادارے مستحکم ہوں۔ جب اداروں کا کام غیر ادارے
کریں۔ اسپیکر کا فرائض جو ہے میں بیٹھ کے ادا کروں تو پھر یہ اسمبلی نہیں چلے گا۔ اگر ایریگیشن کا کام سی اینڈ ڈبلیو اور سی اینڈ
ڈبلیو کا کام نوڈ اور نوڈ کا کام ڈپٹی کمشنر کرے تو پھر اس طریقے سے نہیں ہوتا۔ بالکل یہ سارا دھوکہ ہے فراڈ ہے۔ جو کچھ ڈیرہ بگٹی
میں یہ اربوں روپے کا پیکیج ہے۔ اُس پر implement نہیں ہو رہا ہے۔ مصنوعی P.D. بنا کے رقم ہڑپ کی جا رہی ہے۔
اور خصوصاً روڈ سیکٹر میں جو کچھ کام ہو رہا ہے ہم اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہمارے انجینئر اور ڈیپارٹمنٹ ہے۔ لیکن ہماری
authority نہیں ہے۔ وہاں پتہ نہیں کون کر رہا ہے؟ یہ میں آپ کے knowledge میں اس فلور پر لانا چاہتا ہوں۔ اور یہ
باتیں میڈیا پر بھی بتانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں ہڑپ یا کرپشن کی بات تب آئیگی جب مرکزی حکومت پیسے دے۔ ابھی تک تو پیسے ہی نہیں ملے
ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نہیں پچھلے سال بھی دے دیئے جناب اسپیکر! روڈ سیکٹر میں جو کچھ دیئے ہیں اُسکا ہمیں علم

نہیں ہے۔ ایریکیشن سیکٹر میں وہاں ڈیم بن رہے ہیں وہ ڈپٹی کمشنر بنا رہا ہے۔ یہ ریلیز ہو گئے ہیں پچھلے سال۔ اس سال جناب اسپیکر صاحب! میری سٹین پچھلے سال ریلیز ہوئے اس سال ابھی تک بلوچستان میں جو فیڈرل پی ایس ڈی پی میں جیسے کل پرسوں آپ لوگوں نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پیش کی۔ آج تک اس سال فیڈرل پی ایس ڈی پی کا ایک روپے بھی ریلیز نہیں ہوا۔ کوئی ریلیز پچھلے سال کے نہیں ہوئے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں یہ تو سرکار کے پیسے ہیں، ایک ایک روپیہ جہاں سے آئیگا وہ تو account-for ہوگا کہ کہاں سے آیا کہاں گیا؟ مولانا صاحب جی آپ سینئر منسٹر صاحب کچھ فرما رہے ہیں۔

سینئر وزیر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: عمرانی صاحب کا نقطہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ آئیں صوبائی حکومت کا ان پر۔ یعنی ڈیرہ گئی بھی صوبائی حکومت کا ایک ڈسٹرکٹ ہے۔ لیکن ابھی اس صوبے کے اور صوبائی حکومت کے حوالے سے نہ اسکا فنڈ کا نہ اسکا PWP کا نہ اسکا یہاں مطلب نگرانی کا جو ہمارے اپنے ڈیپارٹمنٹ ہیں ایریکیشن یا C&W یا کوئی دوسرا ڈیپارٹمنٹ جو پرائونٹل محکمے ہیں۔ اب بجلی کے کام اگر کرانا ہے تو پیشک واپڈا سے کرنا ہے وہ تو واپڈا ذمہ دار ہے۔ لیکن جہاں روڈ بنتا ہے جہاں بلڈنگ بنتی ہے جہاں کوئی flood protection بنتا ہے جناب اسپیکر! یہ ہونا چاہیے صوبائی حکومت اور ان اداروں کی نگرانی میں۔ اور ان سے کرائیں تاکہ کام کل عوام کے سامنے وہ جو ابده ہوں۔ لیکن ایک مسئلہ جو ہے کہ جو اسٹینڈنگ کمیٹی ہے آئیں یہ لوگ اس لئے شامل کیا گیا ہے۔ اس پر میں انکے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ کیونکہ ڈیرہ گئی تو ہمارے صوبے کا حصہ ہے۔ لیکن وہاں کچھ law & order کا مسئلہ بھی ہے۔ وہ ادارے ہمیں کام آئیگی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مل کے یہ کام کرنا چاہیے۔ اور ذمہ داری، یہ جو ہمارے ادارے ہیں C & W ہو یا ایریکیشن، انکو دینا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ مناسب بات ہے لیکن یہ صوبائی حکومت مل بیٹھ کے کریں۔ یہ تو کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہے۔ جی شاہ نواز مری صاحب۔

میر شاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): میں بالکل agree کرتا ہوں حاجی صاحب سے کہ اس وقت دو پراجیکٹس فیڈرل جو ہے ناں وہ چل رہے ہیں۔ ایک کو ہلوڈ و پلمنٹ پیکیج اور ایک ڈیرہ گئی پیکیج۔ کو ہلو میں تو جی ہم ممبر ہیں۔ اور اسکے جو پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں یا انکا جتنا بھی یہ کام ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ خود ہی ریلیز کرتی ہے۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر بھی کمشنر کو جو ہے ناں اتھارٹی رکھتے ہیں۔ اور اسکا چیئر مین ACS ہوتا ہے۔ تو اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ پراجیکٹ کے نام تو ہیں اور جہاں تک پیسے کے ریلیز کا تعلق ہے اس وقت انہوں نے کو ہلو کیلئے بھی اس سال تک تو وہ year mark تو ہیں لیکن کوئی ریلیز وغیرہ نہیں ہوا ہے۔ تو کام بالکل بند ہے۔ کو ہلو کا بان جو روڈ ہے سب تک جو ہے ناں جسکو بنانا چاہیے تھا۔ تو یہ 35 کلومیٹر پانچ سال میں بنا ہے۔ تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کیڈٹ کالج کے دس سال ہو گئے ہیں جی زمین خریدی گئی ہے۔ چار دیواری کا

میرے خیال میں صرف ایک ہزار فٹ بنایا گیا ہے۔ تو اس پر کام نہیں ہو رہا ہے۔ تو جب تک صوبائی حکومت کو اندر اگر اسمبلی حصہ دار نہیں بنایا گیا۔ تو ہم اگر تب تک answerable نہیں ہونگے۔ تو اپنی مرضی سے پراجیکٹ ڈائریکٹر کریگا اور ہمیں کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا۔

جناب اسپیکر: تو یہ قرارداد سردار اسلم کی آئی تھی قرارداد میرے خیال میں گزشتہ روز اسی حوالے سے تھی کہ یہاں سے پاس ہوئی تھی فنڈز کے حوالے سے تھی۔ کہ مرکز سے بھی پیسے آ نہیں رہے ہیں۔ میرے خیال میں وزیر اعلیٰ صاحب کوشش کر رہے ہیں فنڈز کی ریلیز کے حوالے سے۔ جی عین اللہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب عین اللہ شمس (وزیر محکمہ صحت): شکر یہ جناب اسپیکر! میں آج کے ماحول سے ایک فائدہ اٹھانا چاہ رہا ہوں سوئی گیس کے حوالے سے ہماری پورے صوبے کا ایک مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر صحت: سردیوں کا جب موسم آتا ہے یہاں گیس کی کھپت بڑھ جاتی ہے۔ ایک تو پریشر کا مسئلہ رہتا ہے کہ کسی بھی علاقے میں pressure maintain نہیں کرتا ہے کم ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ عورتیں بعض اوقات شام کی روٹی جو ہے وہ ظہر کو بنا لیتے ہیں تاکہ پھر شام کو جو shortage ہو۔ گیس کی تو مشکل نہ پڑے۔ لیکن رات کو وہ سوکھا روٹی کھا بیٹینگے تازہ روٹی وہ نہیں کھا سکیں گے۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو گیس کا tariff بنایا گیا ہے پچاس یونٹ کا ایک قیمت ہوتا ہے۔ سو کا دوسرا۔ دو سو کا تیسرا تین سو، چار سو، پانچ سو ہوتا ہے۔ یہ categories جو انہوں نے رکھے ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے یہ سندھ اور پنجاب میں مناسب ہوں۔ لیکن یہ بلوچستان کیلئے زہر قاتل ہے۔ چونکہ یہاں joint family system ہوتا ہے۔ ہر فیملی جو ہے وہ more than thirty percent ہوتا ہے۔ تو اس کا consumption بڑھ جاتا ہے۔ تو گزارش یہ کرنا ہے کہ جو پچاس یونٹ کا آپ قیمت متعین کرتے ہیں October to first April۔ یہ آپ چار مہینوں کیلئے آپ اسی قیمت کو برقرار رکھیں۔ جو پچاس یونٹ کیلئے آپ قیمت رکھتے ہیں۔ وہی قیمت آپ پانچ سو یونٹ کیلئے بھی رکھیں۔ چونکہ ہمارے علاقے میں ضرورت بڑھ جاتی ہے گیس ہیٹر جلانے جاتے ہیں۔ منفی سات منفی آٹھ ٹمبریچر ہوا کرتا ہے۔ اور joint family system ہوتا ہے۔ ایک میٹر اس کا ہوتا ہے۔ تو ایک غریب آدمی پر بوجھ بڑھ جاتا ہے ایک دم دس سو ڈھائی سو روپے سے بل پانچ ہزار چھ ہزار پر چلا جاتا ہے۔ تو گزارش یہ کرونگا کہ اسمبلی کی طرف سے ایک یہ پوائنٹ آف آرڈر ایک قرارداد کی صورت میں، وفاقی حکومت سے رجوع کی جائے کہ بھی یہ قیمت جو پچاس یونٹ کا آپ رکھتے ہیں minimum۔ وہ maximum آپ پانچ سو تک وہی قیمت ان پانچ مہینوں کیلئے maintain رکھیں۔ نومبر، دسمبر، جنوری، فروری، اور مارچ ان پانچ مہینوں کیلئے آپ یہی قیمت برقرار رکھیں۔ جو پچاس یونٹ کا ہے وہی پانچ سو کا بل

لگا دیں۔ تاکہ ہمارے جو غریب عوام ہیں اس پر اضافی بوجھ نہ پڑیں۔ یہ قیمت اسمیں فرق نہ کریں یہ جو tariff انہوں نے بنایا ہے پچاس کا ایک قیمت ہے سو کا دو ہے دو سو کا دوسرا۔ تین سو کا تیسرا۔ تو یہ ہمارے عوام پر ایک بوجھ لگا ہو جائیگا چونکہ اسی صوبے کا گیس بھی ہے ہم اپنا گیس استعمال کر رہے ہیں۔ تو ڈھائی سو سے اگر پانچ ہزار چھ ہزار تک بل چلا جاتا ہے۔ تو اب ایک بندے کا تنخواہ چھ ہزار ہو تو وہ پانچ ہزار کا گیس بل کیسے جمع کریگا؟ تو یہ گزارش ہے کہ وفاقی حکومت سے گزارش کی جائے۔ کہا جائے کہ بھئی! اس گیس کا قیمت جو پچاس یونٹ کا آپ لیتے ہیں minimum وہی پانچ سو کا بھی لے لیں۔ تاکہ ہمارے صوبے کے عوام کا ایک فائدہ ہو سکے۔ thank you جناب۔

جناب اسپیکر: عین اللہ شمس صاحب کی جو تجویز ہے اُسے writing کی شکل میں سیکرٹری اسمبلی متعلقہ محکمے کے جو بھی یہاں انچارج ہیں بلوچستان میں اُس تک پہنچادیں۔ تاکہ وہ اپنی وزارت کو بھجوادیں۔ جی اب آپ تین چار کھڑے ہیں باری باری جو بھی۔ میرے خیال میں محترمہ کو باری دیتے ہیں اسکے بعد پھر آپ جی محترمہ۔

محترمہ نسرین رحمن کھیتراں (صوبائی وزیر) thank you جناب اسپیکر! جیسے میرے بھائی نے بھی کہا کہ ہمارے صوبے میں فیڈرل کی بہت اجارہ داری ہے۔ اسمیں ایسے ہے کہ دیکھیں فیڈرل میں جو بھی ہمارے کام ہوتے ہیں جیسے لورالائی اور ڈی جی خان روڈ ہے۔ وہ پندرہ سال سے NHA نے بنائی۔ آدھی بنائی آدھی نہیں بنائی۔ اسمیں تحریک بھی چلائیں۔ ہم لوگوں نے قراردادیں بھی منظور کروائیں۔ لیکن اسکا جواب یہی ہے کہ صفر اتنے سال گزرنے کے باوجود کچھ بھی اسکا نہیں ہوا۔ اور نہ ہی اسکا کوئی رد عمل اسکے against یہ ہے۔ کہ یہ لوگ پیسے کھا گئے اور اسکے بعد ریلیز نہیں ہیں۔ ریلیز اگر نہیں ہیں تو کم از کم اس پراجیکٹ کو جو بھی start کرتے ہیں اسکا years extend کر کے۔ یا پھر اسکو جس طریقے سے انکو ریلیز زلمتی ہے اسکا start تو رکھیں۔ ابھی وہ بالکل دو تین سال سے اسکو stop کر دیا ہوا ہے۔ وہ جتنا علاقہ diversion انہوں نے بنائی ہوئی ہے۔ جو بھی بیمار لوگ جائیں یا جیسے بھی ان کیلئے بہت بڑا پرالہم ہے۔ تو آپ کے توسط سے میں فیڈرل سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اُس روڈ کو بنائیں یا پھر اسکو جو پرانی روڈ ہے اسکو start کردیں تاکہ لوگوں کی یہ بہت بڑی جو problem ہے وہ ختم ہو جائے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: جی حبیب صاحب۔

میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیر بی و اس و س P/QGW) شکر یہ جناب اسپیکر! عین اللہ شمس صاحب نے جو گیس کے حوالے سے بات کی میں اُس حوالے سے کہنا چاہتا ہوں۔ کوئٹہ کے نواحی علاقے سریاب روڈ، ایسٹرن بانی پاس اور ویسٹرن بانی پاس اور مختلف علاقوں میں شاید ان علاقوں میں بھی ہوگا جب بھی سردی کے موسم میں یہ کیا ہوتا ہے وہاں گیس بالکل شام چھ بجے کے بعد گیس کو بند کر دیا جاتا ہے۔ یا اُسکے پریشتر میں بہت زیادہ کمی کی وجہ سے وہ خود بخود بند ہو جاتی ہے۔ اسمیں ہر سال

جب بھی سردیوں کے موسم میں کئی جانوں کا نقصان اسی وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ گیس لوگ کھلا چھوڑ کے سوتے ہیں اور آدھی رات کو گیس چلی جاتی ہے۔ جب صبح صبح گیس on ہو جاتی ہے تو اسمیں لوگوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کیلئے پورے پاکستان کو بلوچستان سے گیس سپلائی ہو رہی ہے اور ہمارے صوبائی درالحکومت جو بلوچستان کا میں سمجھتا ہوں واحد شہر ہے جہاں گیس دی جا رہی ہے۔ وہاں بھی تقریباً آدھے شہر کو گیس نہیں دی جا رہی ہے جسکی میں سمجھتا ہوں یہاں کے لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہے۔ منفی 9 ڈگری جہاں سردی ہے، پورے پاکستان میں سب سے زیادہ سردی ان دنوں میں کوئٹہ میں پڑ رہی ہے اسکے باوجود یہاں گیس نہیں دی جا رہی ہے۔ میں آپ کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل کرادیں۔ آپ بھی یہاں جو انکے جی ایم ہوتے ہیں ان سے رابطہ کر لیں گے اور اس مسئلے کو حل کرادیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی اسفندیار صاحب۔

جناب اسفندیار کا کڑ (وزیر محکمہ خوراک) جناب اسپیکر! میرا ایکوائٹ آف آرڈر میں گیس کے حوالے سے دو سوالات ہیں۔ وہ اس طرح کہ ہمارے کچھ علاقوں میں ابھی گیس کی وہ رہتی ہے کاریزات کے ایریاز میں۔ جسمیں کسی ایریا تک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ہمارا علاقہ کافی اس سے ابھی مستثنیٰ ہے۔ یہاں تک گیس پہنچے گی یہاں کے لوگ سہولتیں لیں گے۔

جناب اسپیکر: مستثنیٰ یا محروم ہیں۔

وزیر محکمہ خوراک: محروم ہیں۔ محروم ہیں۔ دوسری بات میری یہ تھی کہ آجکل جو ہمارے ڈسٹرکٹ میں یہ حالات ہو رہے ہیں۔ دن دیہاڑے انواء برائے تاوان دن دیہاڑے لوگ گاڑیاں چوری کرتے ہیں۔ اور اسوقت اس موقع پر لیویز کے پاس کوئی بھی نہ وائرلیس سیٹ ہے نہ گاڑی ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ بار بار ڈی سی کو اس بات کا بتایا گیا ہے لیکن وہ بھی کچھ نہیں کر رہا ہے۔ اگر لیویز کو اختیارات دیئے گئے ہیں تو انکو full-fledge اختیارات دیئے جائیں۔ انکو گاڑیاں دی جائیں۔ ورنہ اس طرح اگر ہوگا۔

جناب اسپیکر: وہ تو آپ نے ابھی بل پاس کیا ہے اسکو مجسٹریٹ کے اختیارات دیئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ سچاس کروڑ کی ہم لیویز کو equipment دے رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ گورنمنٹ تو کر رہی ہے اس طرف کافی توجہ دے رہی ہے۔

وزیر محکمہ خوراک: سر! نہ weapons ہیں نہ گاڑی ہیں نہ وائرلیس سیٹس ہیں، کچھ بھی نہیں ہیں۔ دن دیہاڑے بازار کے درمیان سے لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے۔ تو اس حوالے سے sir اسکے اوپر جلد سے جلد عملدرآمد کیا جائے تاکہ لوگوں کو اس دشواری سے نجات ملے۔

جناب اسپیکر: thank you جی بسنت۔

انجینئر بسنت لال گلشن (وزیر اقلیتی امور): جناب اسپیکر! میں اس ایوان میں اسمبلی کے اس ماحول پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آج تقریباً پونے تین سال مکمل ہو رہے ہیں اس اسمبلی کو وجود میں آئے ہوئے موجودہ اسمبلی جو ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اسمبلی کا کورم پورا کرنا حکومت اور اسمبلی کے ارکان کے ذمہ داری ہے۔ اُسکے ساتھ ہی میں جس طرف توجہ آپ کی دلانا چاہتا ہوں کہ آج جن issues پر بات ہوئی ہے یہاں۔ ہم عوامی نمائندہ گان ہیں یہاں۔ عوامی مسائل پر بات کرتے ہیں اور انکا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو آج یہاں آفیسرز گیلری کی طرف ایک نظر ڈالیں آپ وہاں تو آپکو اندازہ ہوگا کہ ان پونے تین سالوں میں نہ تو پرائونٹ پولیس آفیسر نے آج تک یہاں آنے کی زحمت کی ہے۔ نہ تو چیف سیکرٹری یہاں ہوتے ہیں۔ نہ ہی ہوم سیکرٹری اور متعلقہ محکمہ جات کے سیکرٹریز یہاں آتے ہیں۔ (ڈیسک بجائے گئے) تو ان مسائل کا حل کون نکالے گا؟ انکی ذمہ داری بنتی ہے اور ان کو پابند کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: سینئر منسٹر سے کہتے ہیں وزیر اعلیٰ تک یہ بات پہنچائیں۔ پہلے بھی ہم گزارش کر چکے ہیں کہ اگر سرکاری آفیسران کوئی توجہ دیں اسمبلی کی طرف۔ کیونکہ یہی ایک معزز ایوان ہے جہاں عوامی مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ اور انہیں سرکاری آفیسران نے ان مسائل کو حل کرنا ہوتا ہے۔ تو اگر ہر محکمے کوئی، اگر سیکرٹری مصروف ہو تو اسکا کوئی نمائندہ ہو جو اپنے سیکرٹری کو بعد میں جا کر بریف کرے۔ تو سینئر منسٹر صاحب! یہ بات وزیر اعلیٰ تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

وزیر اقلیتی امور: thank you اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جعفر جارج صاحب۔

جناب جعفر جارج: thank you اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں اپنے وزیر موصوف صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو اقلیتیں ہیں اور خواتین ہیں، یہ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ یہ عوامی نمائندے نہیں ہیں یہ پارٹی کے جو پریزیڈنٹ ہیں یا چیئرمین ہیں اُنکے مرحون منت، اُن کی صوابدید پر یہ آتے ہیں۔ تو ہم عوامی نمائندے نہیں؟ میں نے قرارداد پیش کی یہاں۔ مولانا صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ہمارے قائد ایوان صاحب بھی بیٹھے تھے تمام دوست agree تھے کہ ہمیں dual vote دیا جائے۔ ہم صوبائی اسمبلی سے اس قرارداد کو recommend کر کے ہم وفاق کو بھیجیں گے۔ لیکن کہا یہ گیا کہ ہم مشاورت کے ساتھ اس قرارداد ہم بیٹھیں گے اور بات چیت کر کے ہم آگے اس قرارداد کو۔ لیکن بہت عرصہ گزر گیا اس قرارداد کو کسی خانے میں دبا دیا گیا تھا۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب میری گزارش یہ ہے، سیدھی سی، کہ دیکھیں ہم اس ملک کے باشندے ہیں۔ ہمارا بھی مکمل مساوات پر عمل ہونا چاہیے۔ ہمارے لئے بھی، تمام مساوات برابری کی۔ یعنی majority کیلئے تو ووٹ کا تقدس ہے۔ لیکن خواتین اور اقلیتوں اپنے مرحون منت رکھ لیا گیا ہے۔ یہ مشرف صاحب کا ایک غلط ایک فیصلہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں آج جمہوری گورنمنٹ ہے۔ تو جمہوری حق اگر اکثریت کیلئے ہے تو خواتین کیلئے بھی

ہونا چاہیے۔ اور اقلیتوں کیلئے بھی۔ secondly میں جب منسٹر تھا تو میں نے پانی کے حوالے سے ایک بات کی کہ یہ تمام ایئر پورٹ روڈ پر بلوچ کالونی اور کھلی سمالاتی ہے۔ واپڈ اتھارٹی کے ساتھ۔ وہاں کے بچے اور بچیاں پانی بھرنے کیلئے گھنٹوں اپنے ضائع کرتے ہیں۔ بجائے یہ کہ وہ اپنے ماں باپ کا ہاتھ بٹائیں یا وہ پڑھیں۔ تو وہ پانی کیلئے خوار ہوتی رہتی ہیں۔ ایک شخص کی وجہ سے، ہمارے اس وقت صوبائی وزیر صاحب بھی واسا کے بیٹھے ہیں۔ لیکن آج تک اُس پر کوئی implement نہیں ہوا۔ چار سو پانچ سو فٹ پائپ وہ واسا کیوں provide نہیں کر سکتا رہا؟

جناب اسپیکر: وزیر واسا ذرا آپ توجہ دیں۔

جناب جعفر جارج: تو میری گزارش ہے اُن بلوچوں کے اوپر بھی رحم کیا جائے بلوچستانیوں پر کہ گو پانی بھی فراہم کیا جائے۔ ایک آدمی کی جو monopoly ہے اُسکو ختم کیا جائے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: شکر یہ ٹھیک ہے۔

حاجی علی مدد جنگ: جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: پہلے رخصت کی درخواستیں پڑھیں پھر ہم پوائنٹ آف آرڈر پڑ آگئے۔ وہ ہمارا item ایجنڈا کارہ گیا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی) محترمہ شمع پروین مگسی صاحبہ، وزیر، نے جھل مگسی جانے کی وجہ سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم سردار مسعود علی خان لونی، وزیر، لورالائی جانے کی وجہ سے 15 دسمبر سے تا اختتام اجلاس تک رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم محمد یونس ملازئی صاحب وزیر نے ذاتی کام کی وجہ سے آج کی اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ میر عبدالرحمان مینگل صاحب وزیر نے کونٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے آج کی اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزئی صاحب وزیر نے بوجہ ناسازی طبیعت آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ انجینئر زمر خان صاحب وزیر نے کراچی جانے کی وجہ سے 15 دسمبر 2010 کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم محمد اسماعیل گجر صاحب وزیر نے بوجہ ناسازی طبیعت 15 دسمبر کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ میر امان اللہ تیزئی صاحب، وزیر نے کونٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے 15 دسمبر کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ میر حمل کلمتی صاحب وزیر نے کونٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے 15 دسمبر کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوں۔ جی علی مدد صاحب آپ کا کیا point ہے۔

حاجی علی مدد جنگ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Thank you جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! پچھلے دس پندرہ منٹ سے میں

سن رہا ہوں کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ ”یہ کام میرے محکمے کا ہے اور مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ وہاں ڈپٹی کمشنر کام کر رہے ہیں“۔ کوئی صوبائی وزیر یہ کہہ رہا ہے کہ ”ہمارے علاقے میں ڈیکیتی ہو رہی ہے اور لوگوں کو دن دیہاڑے اٹھا کر لے جا رہے ہیں“۔ کوئی کیا بول رہا ہے۔ جب صوبائی وزراء کو اختیار نہیں ہے اور انھیں پتہ ہی نہیں ہے کہ میرا محکمے کے through ہونا چاہیے۔ اور ڈپٹی کمشنر کر رہے ہیں۔ کیا ڈپٹی کمشنر میرے ہاتھ میں ہے ڈپٹی کمشنر بھی صوبائی حکومت کے اسمیں ہے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کبھی بھی کوئی بھی ممبر چھ سات مہینے سے ہماری مائیں، بہنیں، گرمیوں سے لیکر اب کوئٹہ میں سردیاں ہے دیکھیں پریس کلب کے سامنے وہ مائیں وہ بہنیں اپنے اُس بچوں کیلئے جو لاپتہ ہیں، بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی ممبر نے یہ محسوس کیا کہ ہم جا کر اُن ماں، بہنوں کیساتھ بیٹھیں؟ جا کر نا جائز آخراُن لوگوں کے بچے گم ہو گئے ہیں۔ کم سے کم ہم جا کر اُن لوگوں کیساتھ بیٹھیں۔ کہ آپ لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہم کم سے کم اُن لوگوں کو دلاسہ دیکر تسلیاں دیکر کم سے کم ہم گھر تو بھیج سکتے ہیں۔ وہ پچھلے آٹھ نو مہینے سے گرمیوں سے لیکر اب سردیاں ہے اتنی سردی ہے وہ صبح نوبے سے لیکر پانچ بجے تک بیٹھتی ہیں۔ کوئی کسی نے نہیں پوچھا ہے۔ یہاں تو صرف اپنے محکموں کی بات ہے۔ کیا وہ ہمارے پاکستانی نہیں ہیں؟ کیا وہ ہمارے سرزمین کے لوگ نہیں ہیں؟ کیا اُن لوگوں کے بچے لاپتہ نہیں ہیں؟ چاہیے کہ آپ کا ہمارا سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم جا کر اُن لوگوں کیساتھ بیٹھ جائیں۔ کہ بھی آپ لوگ پچھلے نو مہینے سے گرمیوں سے لیکر آج سردیاں ہیں اتنا زیادہ آپ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ Thank you آگیا آپ کا۔ point on record۔

حاجی علی مدد جنگ: تو اسے چاہیے کہ آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ ہم جا کر اُن لوگوں سے پوچھیں کہ آپ لوگ۔ اُن لوگوں کے ووٹوں کی وجہ سے آج ہم اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ورنہ نیب نے، یہ چاہی بھی بھیج دیا ہے۔ یہ دیکھیں۔ یہ نیب نے چاہی بھی بھیج دیا ہے۔ اگر کسی نے توجہ نہیں دیا تو پھر؟

جناب اسپیکر: یہ Souvenir ہے جو اُنکا National Day کے حوالے سے تھا۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ

مورنہ 18 دسمبر 2010ء بوقت گیارہ بجے صبح تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس صبح 12 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

